جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء) میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۶۶ | مورخہ ۸ ر دسمبر ۱۹۲۵ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۱ ر جمادی الاول ۱۳۴۴ھ | جلد

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے زکام اور کھانسی میں تخفیف ہے مگر طبیعت بالکل صاف نہیں ہوئی ٭

جناب قاضی امیر حسین صاحب کے بوجہ ضعیف العمری مدرسہ احمدیہ سے فارغ ہونے پر طلباء مدرسہ احمدیہ نے ۴ ر دسمبر کو ان کے اعزاز میں دعوت چاء دی۔ ایڈریس پیش کیا جس کا مختصراً قاضی صاحب نے جواب دیا۔ اور آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح نے تقریر فرمائی ٭

جناب مولوی عبد الرحیم صاحب نیر سادھن۔ آگرہ۔ اٹاوہ۔ ریاست مالکھنوں علاقہ علی گڈھ اور خاص علیگڈھ میں تبلیغی دورہ کر کے واپس آگئے ہیں۔ ایک تقریر آپ نے علیگڈھ کے سٹریچی ہال میں انگریزی میں کی۔ اور خان بہادر شیخ محمد حسین صاحب جسٹس جج کی کوٹھی پر ایک تقریر مستورات میں کی جس میں علیگڈھ زنانہ سکول کی طالبات بھی شامل تھیں۔ یہ لیکچر بذریعہ میجک لنٹرن ہوئے۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب بھی تشریف لے آئے ہیں۔ خانصاحب ذوالفقار خانصاحب ناظر امور عامہ نے ۱۵ دن کی رخصت لی ہے ٭

نامہ لندن

(نوشتہ مولوی عبد الرحیم صاحب درد ایم۔ اے)

چیف ربی سے ملاقات

۲۹ ر اکتوبر۔ میں نے چیف ربی سے ملاقات کی۔ جو انگلستان کے یہودیوں کا سب سے بڑا پادری ہے۔ چھوٹے قد کا ایک باریش مولویانہ شکل آدمی ہے۔ انہوں نے ہمارے شہدائے کابل کے متعلق اظہار ہمدردی کیا تھا۔ میں نے کہا میں آپ کا شکریہ ادا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ ہمارا مذہب یہ تعلیم دیتا ہے۔ کہ جو شخص لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا۔ وہ خدا کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ کہنے لگے یہ تو نہایت ہی اچھی تعلیم ہے۔ اصل الفاظ مجھے لکھوا دیں میں نے انہیں لفظ بلفظ نوٹ کرا دیا۔

مسیح کب آئیگا

انہوں نے مسجد کے متعلق اور سلسلہ کے متعلق کچھ سوالات کئے۔ ان کے بعد میں نے کہا کہ اجازت ہو تو میں بھی کچھ پوچھ لوں۔ کہنے لگے۔ بڑی خوشی سے۔ میں نے کہا آپ انگلستان میں سب سے بڑے یہودی عالم ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ اب آپ کی قوم میں کوئی نبی کیوں نہیں پیدا ہوتا۔ حالانکہ بائبل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ سے پہلے بنی اسرائیل میں نبی کے نبی آتے رہے ہیں۔ مگر دو ہزار سال گذر گئے۔ کوئی دعوے ہی نہیں کرتا کہنے لگے ہماری شریعت ختم ہو چکی ہے۔ اور ہم میں اور کئی قسم کے نیک لوگ تو ہو سکتے ہیں۔ مگر نبی نہیں۔ میں نے کہا۔ آپ مسیح کی آمد کے قائل ہیں؟ کہنے لگے ہاں۔ میں نے کہا۔ کہ اب تو آپ فلسطین میں بھی جمع ہو رہے ہیں۔ آخر مسیح نے کب آنا ہے کوئی اس کے آنے کے متعلق علامت بھی ہے۔ یا نہیں۔ جب وہ آئیگا تو کسطرح لوگ اسے پہچانینگے۔ اور کب تک اس کے آنے کی امید ہے۔ کہنے لگے۔ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ خدا جانے وہ کب آئے۔ آج سے چالیس سال پہلے کیا کوئی کہہ سکتا تھا کہ اتنے بڑے تغیرات دنیا میں ہو جائینگے۔ اسی طرح ہمارا یہ یقین ہے۔ کہ وہ آئیگا۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ کب۔ اس کا علم صرف خدا کو ہے۔ باقی اس کے ماننے کے متعلق یہ جواب ہے کہ صداقت خود کھیں جاتی ہے۔ جب وہ آئیگا۔ تو خود لوگوں کو پتہ لگ جائے گا۔ میں نے کہا کیا سب کو خود ہی پتہ لگ جائیگا۔

اور سب مان لینگے۔ موسیٰ کو کیوں فرعون کا مقابلہ کرنا پڑا۔ وغیرہ۔ کہنے لگے اصل میں یہ ہمارے اپنے مذہب کی باتیں ہیں۔ آپ سے ان کا تعلق نہیں۔ میں نے کہا اپنے مذہب کی ہی بات بتائیں۔ کچھ پتہ تو لگے۔ کہنے لگے۔ مثلاً ایک بات یہ ہے۔ کہ اگر کوئی شخص یہودیوں کی گذشتہ تاریخ کو اگر غلط کرنے کی کوشش کرے۔ تو میں اس کو نہیں مانوں گا۔ میں نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ آپ یہودیت کو سمجھتے ہیں۔ وہی اصل مذہب اور سچا رستہ ہے۔ کہنے لگے۔ ہاں

دعوت مقابلہ

میں نے کہا۔ آپ کے خیال میں مذہب کی کیا غرض ہے۔ خدا تک پہنچنا اور اس سے تعلق پیدا کرنا ہی غرض ہے یا کچھ اور۔ کہنے لگے ہاں یہی غرض ہے۔ میں نے کہا۔ چونکہ آپ اپنے مذہب کو صحیح سمجھتے ہیں۔ اور میں اسلام کو سچا سمجھتا ہوں۔ آئیے مقابلہ کر کے فیصلہ کر لیں۔ آپ بھی کچھ ایسے بیماروں کے لئے دعا کریں۔ جو مہلک امراض میں مبتلا ہوں۔ اور ہم بھی دعا کرینگے۔ پھر دیکھیں خدا کس کا ساتھ دیتا ہے۔ کہنے لگے۔ میں اس کے لئے تیار نہیں۔ میں نے بہتیرا زور لگایا۔ مگر انہوں نے نہ ہی مانا۔ کہنے لگے عیسائیوں کے سامنے یہ پیش کرو۔ میں نے کہا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کو اپنے مذہب پر یقین نہیں۔ اس پر بالکل ہی خاموش ہو گئے میں نے کہا۔ آپ نے بھی خدا کے حضور حاضر ہونا ہے۔ اور مجھے بھی ہم وہ جس طرح میرا خدا ہے۔ اسی طرح آپ کا اور سب کا خدا ہے۔ اس لئے میں آپ کو یہ کھول کر بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ جس نے آنا تھا۔ وہ آگیا۔ اس کے سوا اور کوئی نہیں آئیگا آپ لوگ پہلے بھی انتظار ہی کرتے رہے ہیں۔ اور اب بھی انتظار ہی میں مر جائینگے۔ مگر آسمان سے کوئی نہیں آئیگا۔ میرا کام آپ کو یہ بات پہنچانا تھا۔ سو میں نے پہنچا دیا۔ اور یہ کتاب (احمدیت) میں لایا ہوں۔ آپ سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ اسے ضرور پڑھیں کتاب شکریہ کے ساتھ لے لی۔ اور کہا۔ اچھا پڑھونگا۔

لیکچر

پچھلے ہفتے ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے کے تین لیکچر پورٹ سمتھ میں ہوئے۔ یہ شہر لنڈن کے جنوبی شہروں میں سب سے بڑا ہے۔ وہاں خدا کے فضل سے ہماری جماعت بھی ہے۔ ملک صاحب کے لیکچروں کے متعلق اطلاع وہاں کے روزانہ اخبار میں بھی چھپی تھی۔ اور ان کے لیکچروں کی مختصر روئداد بھی اس اخبار میں چھپی۔ پورٹ سمتھ کی تھیاسوفیکل سوسائٹی Theosophical Society میں ہفتہ کے دن شام کے ۸ بجے ملک صاحب کا لیکچر سلطنت برطانیہ اور اسلام پر ہوا۔ ملک صاحب نے اعداد و شمار سے یہ ثابت کرتے ہوئے کہ واقعی برٹش ایمپائر اس زمانہ میں سب سے بڑی اسلامی سلطنت ہے۔ کیونکہ جہاں باقی تمام خود مختار اسلامی ممالک میں مسلمانوں کی تعداد ۲۷ ملین ہے۔ برٹش ایمپائر میں ان کی تعداد ۱۱۵ ملین سے بھی زیادہ ہے۔ حاضرین کو اور ان کے ذریعہ تمام برٹش پبلک کو توجہ دلائی۔ کہ جہاں وہ اس بات پر فخر کرتے ہیں۔ کہ برٹش ایمپائر سب سے بڑی اسلامی ایمپائر ہے۔ وہاں ان کا یہ بھی فرض ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کی مذہبی۔ اخلاقی اور سیاسی ضروریات خواہشات اور حالات سے بھی اپنے آپ کو واقف رکھیں۔ ملک صاحب نے یہ بھی بیان کیا۔ کہ اس زمانہ میں برٹش ایمپائر کا سب سے بڑی اسلامی سلطنت ہونے میں بھی ایک الٰہی راز مضمر ہے۔ اور وہ یہ کہ اس زمانہ کا مصلح مسلمان ہونا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مسیح ناصری برٹش ایمپائر اور رومن ایمپائر کی مشابہتیں بیان کرتے ہوئے ملک صاحب نے کہا۔ کہ برٹش قوم کی اس میں بہتری ہے۔ کہ اس مصلح اعظم کے دعاوی اور تعلیمات کا مطالعہ کرے جس کی غلامی کی سعادت تقدیر کے نوشتوں کے ماتحت اس کو حاصل ہونی ہے۔

دوسرا لیکچر ملک صاحب کا "اسلام میں عورت کی حیثیت" پر ہوا۔ اس میں تفصیل سے بیان کیا۔ کہ جو سوشل اور وراثتی حقوق اور اخلاقی اور روحانی مقام اسلام نے عورت کو دیا ہے۔ کسی مذہب نے نہیں دیا۔

تیسرا لیکچر سینٹ جان سپر چولسٹ چرچ میں "اسلام بنی نوع انسان کا مذہب" پر ہوا۔

ملک صاحب کے پورٹ سمتھ جانے کا ایک یہ بھی فائدہ ہوا۔ کہ ایک صاحب بائکلی نام جو مولوی عبد الرحیم صاحب نیر کے ذریعہ مسلمان ہوئے تھے۔ اور پھر بعض وجوہات کی وجہ سے ان کا تعلق ہم سے قطع ہو گیا تھا۔ انہوں نے ملک صاحب سے ملکر دوبارہ اسلام میں داخل ہونے کا اقرار کیا۔ اور کہا۔ کہ میں احمدی ہوا تھا۔ پھر میں اِدھر اُدھر بہت خراب ہوا۔ اب میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ اطمینانِ قلب احمدیت میں ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ ان صاحب کا پہلا اسلامی نام عبد اللہ بائکلی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو استقامت عطا فرمادے۔

متفرق

مسجد کی عمارت خدا کے فضل سے بڑھ رہی ہے۔ ریویو ماہ نومبر آج روانہ کر دیا گیا ہے۔

عزیز مکرم عبد الرحیم خاں صاحب خالد خلف الرشید حضرت نواب صاحب قبلہ کے علاوہ ہمارے ایک نائجیرین بھائی جبرئیل مارٹن نے بھی نہایت اعلیٰ نمبروں پر اس دفعہ بیرسٹری کا امتحان پاس کیا ہے۔ اب وہ .LL. B لنڈن کی تیاری کر رہے ہیں۔ تین سال کی بجائے انہوں نے دو سال میں اس قابلیت کے ساتھ بیرسٹری کا امتحان پاس کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بیش از بیش ترقیات عطا فرمائے۔ آمین۔

عزیز مکرم شیخ ظفر حق خاں صاحب آئی سی ایس کے مقابلہ کے امتحان میں کامیاب ہو گئے تھے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ طبی معائنہ میں وہ کامیاب نہیں ہو سکے۔ مسجد کی تکمیل کے لئے میں احباب سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ خاص طور پر دعا فرماویں۔ والسلام خاکسار درد

اخبار الفضل ۱۲ صفحے پر
ہفتہ میں دو بار

میں نے متعدد مرتبہ ناظرین کرام کی خدمت میں عرض کیا ہے۔ کہ الفضل موجودہ آمد کے لحاظ سے اپنا خرچ آپ نہیں نکال سکتا۔

ہم نے ۱۸×۲۲ تقطیع سے ۲۰×۲۶ تقطیع کر دی۔ اور اس سے لکھائی چھپائی کاغذ کا خرچ ڈیوڑھا ہو گیا۔ مگر قیمت میں کچھ اضافہ نہ کیا۔ اس امید پر کہ خریدار بڑھ جائینگے۔ اور یہ کمی پوری ہو جائیگی۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ولایت جانے کی وجہ سے اخبار ہفتہ میں تین بار کر دیا گیا۔ جس سے خرچ اور بھی بڑھ گیا۔ اور قیمت پھر آٹھ روپے کی گئی۔ اسی امید پر کہ باقی کمی خریداروں کے بڑھنے سے پوری ہو جائیگی۔ مگر پچھلے سال ۱۲۰۰ روپیہ خرچ آمد سے زیادہ ہوا۔ اس لئے اکتوبر سے اپریل تک ۷ ماہ کا بجٹ بناتے ہوئے سوچنا پڑا کہ کیا تجویز کی جائے جس سے الفضل کی آمد و خرچ برابر رہے۔ آخر یہی تجویز کرنا پڑا۔ کہ الفضل ہفتہ میں دو بار ہی ۱۲ صفحے حجم پر چھپا کرے۔ اور قیمت آٹھ روپے ہی رہے۔ جو ۲۰×۲۶ تقطیع کی وجہ سے لکھائی چھپائی کاغذ کا خرچ ڈیوڑھا ہونے کی وجہ سے مناسب و لابدی ہے۔

۸ صفحے کا اخبار احباب کرام کو بھی پسند نہیں۔ اور ہمارے لئے سب سے بڑی مشکل یہ ہے۔ کہ خطبہ جمعہ اس میں نہیں آسکتا۔ اور ہمیں مجبوراً ۱۲ صفحہ پر اخبار چھاپنا پڑتا ہے۔ نیز ہمارے اکثر خریدار دیہات میں رہتے ہیں جن میں سے بہتوں کو ۳ اخبار ہفتے کے علی العموم ہفتہ میں دو بار (بلکہ ایک بار) ہی ملتے ہیں۔ اس لئے تین بار سے کچھ ایسا فائدہ نہیں۔ جب تک ہمارے پاس بھی ایسے ذرائع نہ ہوں کہ تازہ سے تازہ خبریں بہم پہنچا سکیں۔

امید ہے ناظرین کرام اس تبدیلی کو منظور فرمائینگے۔ اور اس بات کا خیال رکھیں گے۔ کہ الفضل کو ترقی دینا ہے۔ جب خریدار ایک ہزار اور بڑھ گئے۔ قادیان میں تار لگ گیا۔ تو انشاء اللہ الفضل ہفتہ میں تین بار ہی نکلا کریگا۔ اور ہر پرچے کا حجم کم از کم ۱۲ صفحے ہوگا۔ سر دست ہفتہ میں دو بار ہی موجودہ سالانہ قیمت پر نکل سکتا ہے۔ اور ہم کوشش کریں گے اگر آمد نے ذرا بھی گنجائش دی۔ تو ۱۲ صفحے کی بجائے ۱۶ صفحے کا کم از کم ایک نمبر ہفتہ میں نکلے۔

مینجر الفضل قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۲۵ء

آریہ سماج کی موت

نمبر ۲

کسی مذہب کی زندگی یہی ہو سکتی ہے۔ کہ جو اصول اور عقائد اس کی طرف منسوب کئے جاتے ہوں۔ ان پر عمل کرنے والے یا کم از کم ان کی صداقت کا اعتراف کرنے والے لوگ موجود ہوں۔ لیکن آریہ سماج کی یہ حالت ہے۔ کہ آج اس کے بڑے بڑے بنیادی مسائل اور عقائد پر نہ صرف عمل نہیں کیا جاتا بلکہ کھلم کھلا ان کی مخالفت کی جا رہی ہے۔

کون شخص ہے۔ جسے یہ معلوم نہیں۔ کہ آریہ سماجی سوامی دیانند جی کا سب سے بڑا کارنامہ بت پرستی کی تردید اور بت شکنی قرار دیتے ہیں۔ سوامی جی کے حالات زندگی میں متعدد واقعات اس قسم کے بتائے جاتے ہیں۔ کہ انہوں نے پرانک پنڈتوں کے ساتھ بت پرستی پر مباحثات کئے۔ اور ایسے زبردست مباحثات کئے۔ کہ ان کے مخالفین نہ صرف لاجواب ہو گئے۔ بلکہ ان میں سے بعض اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے اپنے ہاتھوں بتوں کو توڑ پھوڑ کر پھینک دیا۔ اور آئندہ کے لئے ان کی پرستش سے تائب ہو گئے۔

پھر سوامی جی نے اپنی خاص کتاب "ستیارتھ پرکاش" میں جسے آریہ صاحبان مقدس اور مذہبی مانتے اور مستند یقین کرتے ہیں۔ بت پرستی کے خلاف بہت کچھ لکھا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ "بت پرستی محض پاکھنڈ مت۔ ہے" ص ۳۴۶ غرض اس کے لئے انہوں نے پورا زور صرف کیا۔ اور بیسیوں دلیلیں بت پرستی کی مذمت میں دی ہیں۔ گیارہویں باب میں اکٹھی سولہ دلیلیں پیش کرنے اور بت پرستی کی برائیاں بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

"بت پرستی کے کرنے سے ایسے ایسے کئی عیب واقع ہوتے ہیں۔ اس لئے پتھر وغیرہ کی بت پرستی شریف لوگوں کے لئے قطعی طور پر ممنوع ہے۔ اور جنہوں نے پتھر کے بت کی پرستش کی ہے۔ کرتے ہیں۔ اور کریں گے وے مذکورہ بالا عیبوں سے نہ بچے۔ نہ بچتے ہیں اور نہ بچیں گے"۔ ص ۳۵۵

علاوہ ازیں سوامی جی نے ویدوں میں بت پرستی کے جو احکام پائے جاتے ہیں ان کی تردید کی ہے۔ اور ان منتروں پر یقین رکھنے والوں کو مخاطب کر کے لکھا ہے۔

"اے بھائیو عقل کو تھوڑا سا تو اپنے کام میں لاؤ۔ یہ سب من گھڑت وام مارگیوں کی تنتر نامی ویدوں کے مخالف کتابوں کے پوپ وچن یعنی پوپ کے بنائے ہوئے فقرات ہیں۔ وید کے قول نہیں"

ان حالات سے ظاہر ہے۔ کہ سوامی جی ہندوؤں کو بت پرستی سے باز رکھنا اپنی زندگی کا سب سے بڑا مقصد سمجھتے تھے۔ اور ان کے نزدیک اصل ویدک دھرم بھی تھا جس میں بت پرستی کی قطعی ممانعت تھی۔ اب وہ لوگ جو ان کے نقش قدم پر چلنے کے مدعی ہیں۔ اور جو آریہ سماجی کہلاتے ہیں۔ ان کا بھی یہ اولین فرض تھا۔ کہ ہمیشہ بت پرستی کی مخالفت کرتے۔ ہندوؤں کو اس سے روکتے۔ اسے ویدوں کے خلاف بتا کر اس کی برائی سمجھا کر اس کے عیب جتا کر اس سے باز رکھتے۔ لیکن افسوس اور رنج کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ بتوں کی مخالفت کا جو سبق سوامی جی نے آریوں کو پڑھایا تھا۔ اسے انہوں نے بہت جلدی بھلا دیا۔ اور وہ خود بت پرستی کے حامی اور مددگار بن گئے۔ جس کا ثبوت انہوں نے اپنے انفرادی اعمال کے علاوہ ایک بہت بڑے مجمع میں بھی پیش کیا ہے۔

چنانچہ تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ امرتسر میں سناتنی ہندوؤں نے جو آریوں کے نزدیک بت پرست ہیں۔ ایک مندر بنایا۔ اس میں عام آریوں کے علاوہ بڑے بڑے سرکردہ اور لیڈر بھی شامل ہوئے۔ مثلاً مہاتما ہنسراج جی۔ ڈاکٹر گوکل چند جی۔ مہاشہ خوشحال چند جی خورسند۔ حالانکہ اس مندر کے بنانے کی غرض خود آریہ اخبار ملاپ (۴ر اکتوبر) نے یہ بیان کی ہے۔ کہ

"مندر میں لکشمی جی کی مورتی رکھی جائے گی۔ وید بھگوان کا بھی پرکاش ہو گا"۔

اپنے سوامی کے بیان کردہ ویدک دھرم کے رو سے آریوں کو چاہئے تھا۔ کہ اس مندر کے بنانے پر ہر ممکن طریق سے ہندوؤں کو روکتے۔ اور اگر ان کے کہنے کا کچھ اثر نہ ہوتا۔ تو خود اس میں قطعاً کسی قسم کا حصہ نہ لیتے۔ لیکن وہی اخبار ملاپ بتاتا ہے کہ مہاتما ہنسراج نے پنڈت مالویہ سے اس وقت جبکہ وہ مندر کی افتتاحی رسم ادا کرنے والے تھے۔ کہا۔ "ہمارا دل خوشی سے لبریز ہے۔ کیونکہ ہندو جاتی میں جاگیرتی (زندگی) آ رہی ہے"۔

بلا شبہ ہندو جاتی کی جاگیرتی کی یہ علامت ہے۔ کہ اس نے ان آریوں کو بھی لکشمی جی کی مورتی کے قدموں میں لا ڈالا۔ جو مورتی پوجا کا کھنڈن کرنا آریہ سماج کا سب سے بڑا فرض سمجھتے تھے مگر یہ آریہ سماج کی موت کا ثبوت ہے۔ جو اپنے اتنے بڑے اصل پر ایک صدی بھی مضبوطی اور پختگی کے ساتھ قائم نہ رہ سکی۔

اسی طرح آریہ سماج کا دوسرا مایہ ناز مسئلہ نیوگ ہے جس پر عمل کرنے کے لئے سوامی دیانند جی نے پر زور تاکید کی ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں دوبارہ شادی کی اسی طرح مذمت کی ہے۔ جس طرح مورتی پوجا کی۔ لیکن آج یہ حالت ہے۔ کہ آریہ صاحبان نیوگ کا تو ذکر بھی زبان پر لانا پسند نہیں کرتے۔ اور بیواؤں کی دوبارہ شادیاں کثرت کے ساتھ کرا رہے ہیں۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے ایسے احکام ہیں۔ جو بانی آریہ سماج نے آریوں کے لئے ضروری قرار دئے ہیں۔ مگر وہ اس وقت تک صرف ستیارتھ پرکاش کے اوراق کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ اور ان کی طرف توجہ بھی نہیں کی جاتی۔

یہ سارے حالات کیا اس بات کا ثبوت نہیں۔ کہ آریہ سماج پر موت وارد ہو گئی ہے۔ اور اب اگر کچھ لوگ آریہ کہلاتے ہیں۔ تو محض نام کے طور پر۔ اور ان کی بھی یہ کوشش ہے۔ کہ اس نام کو ترک کر کے اسی طرح ہندو کہلائیں۔ جس طرح آریہ سماج کے قائم ہونے سے پہلے کہلاتے تھے۔

چنانچہ اخبار ملاپ (۳۱ر اکتوبر) آریوں اور ہندوؤں کے ملاپ پر زور دیتا ہوا لکھتا ہے۔

"محض نام پر جھگڑتے رہنا ہم نہ دانائی سمجھتے ہیں اور نہ تدبر۔ اسی لئے آریہ سماج اب برسوں سے ہندو نام کو اپنا بنا چکا ہے۔ اور جہاں پہلے آریہ اور ہندو شبدوں پر شاستر ارتھ ہوئے تھے۔ وہ اب مفقود ہو چکے ہیں"۔

گویا اصول اور عقائد کے لحاظ سے تو آریہ پہلے ہی آریہ سماج کو دفن کر چکے تھے۔ صرف نام کی کسر رہ گئی تھی۔ کہ وہ اب بھی آریہ کہلائیں یا ہندو۔ اس کا بھی فیصلہ ہو گیا۔ اور وہ ہندو لفظ جس کے خلاف آریہ ہندوؤں سے مباحثات کیا کرتے تھے۔ اسے آریہ بھی اختیار کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اب وہ دن دور نہیں

سمجھنا چاہئیے۔ جب تمام آریہ ہندو کہلانے لگ جائیں گے۔ اور اس طرح آریہ سماج کی موت مکمل ہو جائیگی ٭

خلافتی لیڈروں کا نامۂ اعمال

سید حبیب صاحب جو خود آج سے چند دن ہی پہلے تک سرکردہ خلافتی لیڈر رہے ہیں۔ اب اپنے اخبار "سیاست" میں خلافت کمیٹیوں کے راز ہائے سربستہ آشکار کر رہے ہیں۔ چنانچہ ان کا اخبار (۲۸ رنومبر) رقم طراز ہے۔

"امرتسر خلافت کمیٹی کے کسی گھر کے بھیدی نے اظہار حقیقت کے زیر عنوان ایک رسالہ شائع کیا ہے جس میں امرتسر کے خلافتی لیڈروں کے اندرونی حالات پر عموماً اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی ستم ظریفیوں پر خصوصاً نہایت وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالی ہے ان صاحب کی وہ محنت اور جانفشانی جو انہوں نے خلافت کمیٹی کے اعزازی کارکنوں کی بے غرض اسلامی خدمات کا صحیح فوٹو عامۃ المسلمین کے سامنے رکھنے میں خرچ کی ہے واقعی قابل داد ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہیں امرتسر کے باہر کی خلافت کمیٹیوں کے حالات کا قطعاً کوئی علم نہیں ورنہ وہ امرتسری خلافتی لیڈروں کا رونا رونے کی بجائے تمام ہندوستان کے خلافتی لیڈروں کا رونا روتے۔ کیونکہ جو شکایات انہوں نے اپنے لیڈروں کے متعلق کی ہیں۔ ان سے قریب قریب تمام مطلق العنان خلافتی لیڈروں کا نامۂ اعمال سیاہ ہو چکا ہے"

اگر یہ بیان صحیح ہے۔ تو بیچارے مسلمانوں کی بدقسمتی اور سیاہ بختی میں کیا شک رہ جاتا ہے۔ کہ جو لوگ ان کے راہنما بن کر کھڑے ہوئے۔ وہی ان کی بربادی کا باعث بن گئے ٭

الزامات غبن کا مولویانہ جواب

خلافتی لیڈروں پر قوم کا مال اپنے عیش و آرام میں صرف کرنے کا جو ناقابل تردید الزام لگایا جاتا ہے۔ تا حال اس کا جواب انگریزی خواں لیڈروں کو تو کوئی سوجھا نہیں۔ البتہ مولویوں نے کچھ نہ کچھ ضرور گھڑ لیا ہے۔ چنانچہ اخبار سیاست (۲۸ رنومبر) لکھتا ہے۔

"مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے جو زبان درازی اور بدکلامی میں اگر مسخرۃ العلما (سید عطاء اللہ) سے افضل نہیں۔ تو کم از کم اس کے ہم پلہ ضرور ہیں۔ تمام الزامات غبن کا جواب نہایت معقول اور مناسب دیدیا ہے۔ چنانچہ جناب "بوکا" نے لاہور کی ایک تقریر میں اس موضوع پر بولتے ہوئے فرمایا۔

"لوگ ہم پر الزام لگاتے ہیں۔ کہ ہم خلافت کمیٹیوں کا فراہم کردہ روپیہ کھا گئے ہیں۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن سوال تو یہ ہے۔ کہ کیا کوئی آدمی یہ بتا سکتا ہے۔ کہ فلاں خلافتی لیڈر نے حکومت کے روپیہ سے شراب پی۔ رنڈی بازی کی۔ یا کوئی اور بُرا کام کیا۔ ہم نے اور ہمارے بال بچوں نے اگر روپیہ کھا لیا۔ تو کونسا گناہ کیا۔ گناہ تو تب تھا۔ کہ ہم اس روپیہ سے کوئی بُرا کام کرتے"

ہم بھی اس جواب کی معقولیت کی داد دئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ لیکن سوال صرف یہ ہے۔ کہ کیا چوری اور ڈاکہ زنی سے حاصل کردہ مال خرچ کرنا بھی اسی صورت میں گناہ ہے جب اس سے شراب پی جائے یا رنڈی بازی کی جائے؟ اگر ایسا مال کسی جائز ضرورت پر صرف کرنا بھی گناہ ہے۔ تو وہ مال جو خلافت فنڈ پر ڈاکہ ڈال کر حاصل کیا جائے۔ اس کا اپنے بال بچوں پر صرف کرنا کیوں گناہ نہیں ٭

حیدرآباد دکن اور "زمیندار"

زمیندار نے حیدرآباد میں اپنے داخلہ کی بندش کا باعث مولوی عبدالباری صاحب۔ پیر جماعت علی صاحب۔ مولوی عبدالقدیر صاحب کے علاوہ احمدیوں کو بھی قرار دیا تھا۔ ہم نے اس پر رائے زنی کرتے ہوئے اسی وقت لکھدیا تھا۔ کہ زمیندار نے یہ لکھکر والئے دکن کی سخت ہتک کی ہے۔

اب اس فرمان کے دیکھنے سے جو حضور نظام نے زمیندار کی بندش کے متعلق شائع کیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ بندش کی وجہ اس کی اپنی روش ہے۔ اور وہ مضامین ہیں جنہیں بڑے فخر کے ساتھ وہ لکھتا اور شائع کرتا ہے۔ حضور نظام نے زمیندار کے مضامین کو اپنے فرمان میں نہایت رکیک اور اسفل قرار دیا ہے۔ اور ان کے بد اثر سے اپنی رعایا کو محفوظ رکھنا ضروری سمجھا ہے۔

کیا "زمیندار" جو آج سے قبل والئے دکن کو تمام صفات حسنہ کا مجموعہ سمجھتا اور آپ کی اصابت رائے کا قائل تھا۔ اس تازہ رائے کی قدر کرے گا۔

سوامی دیانند نے پرانوں کو نہیں سمجھا

لاہور میں سناتن دھرم کانفرنس کا جو عظیم الشان جلسہ ہوا اس میں پنڈت مالوی جی نے کہا۔

"سوامی دیانند کا ہم پر بہت احسان ہے۔ کہ انہوں نے ہندوؤں کی حفاظت کی۔ اور انہیں بیدار کر دیا۔ لیکن انہوں نے پرانوں کو نہیں سمجھا۔ جس کسی آریہ صاحب کو پرانوں کے متعلق کوئی شبہ ہو۔ وہ میرے پاس آئے۔ بجائے اس کے کہ دوسرے سناتن دھرمیوں کو چیلنج دیا جائے۔ مجھے چیلنج دو۔ میں تمہارا چیلنج قبول کرتا ہوں"

پنڈت مالوی جی کے اس اظہار سے آریہ سماجیوں میں کھلبلی مچ گئی ہے۔ اور وہ پرانوں کے خلاف اپنا سارا زور صرف کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ لیکن خواہ وہ کچھ کریں۔ پنڈت مالویہ جی نے بانی آریہ سماج کے متعلق جو رائے ظاہر کی ہے۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے۔ کہ سرکردہ ہندوؤں میں سوامی دیانند جی کی کیا حیثیت ہے ٭

اشاعت عیسائیت میں گورنمنٹ کی امداد

اخبار ملاپ (۲۵ رنومبر) کو معلوم ہوا ہے۔ کہ ہندوستان کے ایک بڑے پادری صاحب پچھلے دنوں لاہور۔ راولپنڈی۔ پشاور۔ اٹک۔ کوئٹہ۔ گوجرانوالہ وغیرہ کی طرف دورہ پر گئے تو چونکہ اُن کے پاس وقت تھوڑا تھا۔ اس لئے رائل ایئر فورس والوں نے آپ کو ایک ہوائی جہاز دیدیا۔ تاکہ آپ اس پر سفر عیسائیت کی اشاعت کے لئے کر سکیں۔

اسی سلسلہ میں معاصر مذکور نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ عیسائی پادریوں کے لئے ریلوں کے کرایہ میں بھی تخفیف کی جاتی ہے۔

اگر گورنمنٹ فی الواقعہ عیسائی مشنریوں کے لئے اس قسم کی آسانیاں بہم پہنچاتی ہے۔ تو اس کا فرض ہے۔ کہ دیگر مذاہب کے مشنریوں کے لئے بھی ایسا ہی کرے۔ کیونکہ ہر مذہب و ملت کے لوگوں کا گورنمنٹ پر مساوی حق ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں۔ کہ اس بارے میں گورنمنٹ عیسائی مشنریوں کو ترجیح دے۔

"یونی ورسل پیس"

اس نام کا ایک انگریزی رسالہ رنگون سے ہمارے ایک پرجوش احمدی بھائی عبدالکریم غنی صاحب نے جاری کیا ہے جس کا پہلا نمبر ہمارے پاس پہنچا ہے۔ رسالہ کے اجرا کی غرض اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ میں احمدیت کی اشاعت ہے۔ فی الحال یہ رسالہ سہ ماہی ہے۔ اور قیمت صرف ایک روپیہ سالانہ اس لئے اس کی خریداری نہایت آسان ہے۔ اور امید ہے کہ ہمارے انگریزی خواں اصحاب یہ رسالہ اپنے نام ضرور جاری کرائینگے۔ جو خوبصورتی کیساتھ شائع ہونے لگا ہے۔ مضامین تبلیغی عمدگی کے ساتھ درج کئے جاتے ہیں۔ ظاہری شکل بھی دل پسند ہے۔

نبوت مسیح موعود اور غیر مبایعین

نمبر (۴)

اب میں ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو خط درج کرتا ہوں۔ جن سے اظہر من الشمس ہے۔ کہ تریاق القلوب ۱۹۰۲ء سے بہت پہلے کی لکھی جا چکی تھی؛

مسیح موعودؑ کا پہلا مکتوب

یہ دونوں خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بنام سیٹھ عبد الرحمن صاحب مرحوم ہیں۔ پہلے خط کا مضمون حضرت اقدسؑ کے ہی الفاظ میں یہ ہے:۔

"اس جگہ خیریت ہے۔ کتاب تریاق القلوب چھپ رہی ہے اور رسالہ مسیح ہندؔ میں بھی چھپ رہا ہے۔ اور رسالہ ستارہ قیصرؔ چھپ چکا ہے۔ امید کہ آنمکرم کی خدمت میں پہنچ گیا ہوگا؛

خاکسار مرزا غلام احمدؐ ستمبر ۱۸۹۹ء"

دوسرا مکتوب

دوسرے مکتوب کا مضمون یہ ہے:۔

"خدا پر توکل کرکے ہر ایک کام درست ہو جاتا ہے۔ سب خیریت ہے۔ کتاب تریاق القلوب چھپ رہی ہے انشاء اللہ دو تین ہفتہ تک چھپ جائے گا۔ باقی خیریت ہے والسلام؛ خاکسار مرزا غلام احمدؐ ۱۶ ستمبر ۱۸۹۹ء"

یہ ہر دو مکتوب بتا رہے ہیں۔ کہ ۱۸۹۹ء میں تریاق القلوب نہ صرف لکھی جا چکی تھی۔ بلکہ چھپ رہی تھی۔ اور ۱۶ ستمبر ۱۸۹۹ء تک صرف دو تین ہفتہ کا کام باقی رہ گیا تھا۔ اب پیغام خدا کو حاضر ناظر جان کر بتلائے۔ کہ سائل کا سوال واقعات کے رو سے درست تھا یا غلط۔ اگر درست تھا۔ تو کیا وہ اپنے الفاظ واپس لینے کے لئے طیار رہے جو نہ صرف امر واقع کے خلاف ہیں بلکہ حجۃ اللہ علی الارض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھی ان سے توہین لازم آتی ہے۔ تریاق القلوب کے ۱۹۰۱ء سے پہلے طیار ہو جانے کی اور شہادات بھی بہت سی دی جا سکتی ہیں۔ مگر ایک سلیم الفطرت کے لئے چونکہ مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی گواہی کافی ہے۔ اس لئے اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ جو صاحب اور شہادات کا مطالعہ فرمانا چاہے۔ وہ ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی معرکۃ الآراء کتاب حقیقۃ النبوۃ مطالعہ فرمائیں۔ جو ان کے ازدیاد ایمان کا باعث ہونے کے علاوہ معلومات کثیرہ کا ذخیرہ بھی بہم پہنچائے گی؛

اب رہ گیا یہ امر کہ آیا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو در حقیقت القول الفصل لکھتے وقت یہ معلوم تھا یا نہیں کہ تریاق القلوب ۱۹۰۱ء سے پہلے کی طیار شدہ ہے۔ سو اس کے متعلق میں بتا چکا ہوں۔ کہ یہ بات سراسر غلط ہے۔ کہ آپ کو علم نہ تھا۔ بلکہ آپ کو علم تھا اور ضرور تھا۔ میں اس معاملہ کی حقیقت انشاء اللہ اگلے نمبر میں ظاہر کروں گا۔ فی الحال میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو حوالوں پر اپنا مضمون ختم کرتا ہوں۔ اور خدا تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ اسے بہت سی سعید روحوں کے لئے مفید بناوے۔ آمین؛

مسیح موعودؑ کا پہلا حوالہ

حضور فرماتے ہیں:۔

"میں یہ بھی دیکھتا ہوں۔ کہ مسیح ابن مریم آخری خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ اور میں آخری خلیفہ اس نبی کا ہوں جو خیر الرسل ہے۔ اس لئے خدا نے چاہا کہ مجھے اس سے کم نہ رکھے" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰)

اس حوالہ سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی اگر مسیح ناصری علیہ السلام پر کلی فضیلت نہ بھی مانی جائے۔ تب بھی اتنا ضرور ماننا پڑے گا آپؑ ان سے کم نہ تھے۔ پس اگر مسیح موعودؑ نبی نہ تھے تو برابری کے کیا معنی۔ کیا ایک غیر نبی ایک نبی سے برابری کا دم مار سکتا ہے؛

پیغام اور اس کے امیر سے ایک نیا مطالبہ

ہم مبایعین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریر سے یہ سمجھتے ہیں۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام بالضرور نبی تھے۔ لیکن پیغام اس کے ہوا خواہوں اور مولوی محمد علی صاحب کا خیال ہے۔ اس حوالہ سے بھی آپ کا نبی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ چونکہ یہ تحریر متنازع فیہ ہے۔ اور ہم اس سے کچھ سمجھتے ہیں۔ اور مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ہمنوا کچھ اور۔ اس لئے میں مولوی محمد علی صاحب کے اصول کو مد نظر رکھتا ہوا ان سے یہ مطالبہ کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے اصول پیشکردہ کا لحاظ رکھتے ہوئے کوئی ایسی حدیث پیش کریں۔ جس سے یہ ثابت ہو کر ہو سکتا ہے۔ کہ امت محمدیہ میں ایسے لوگ یا کوئی ایک فرد ہی ایسا پیدا ہو۔ جو کسی پہلے نبی سے کم نہ ہو۔ بلکہ اس کے برابر ہو۔ مگر وہ نبی نہ ہو۔ اگر مولوی محمد علی صاحب یا ان کے کسی ہوا خواہ نے اس مضمون کی کوئی حدیث پیش نہ کی۔ تو میں جناب مولوی محمد علی صاحب کے الفاظ میں ہی یہ کہنے کے لئے مجبور ہوں کہ ان کا عقیدہ عند اللہ و عند الناس اس وقت تک مردود رہے گا۔ جب تک حدیث پیش نہ کریں۔ کوئی قرآن حدیث کو ماننے والا مسلمان اس عقیدہ کو قبول کرنے کو طیار نہیں ہوگا۔

مسیح موعودؑ کا دوسرا حوالہ

فرماتے ہیں:۔

"عزیزو جب کہ میں نے ثابت کر دیا۔ کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے۔ اور آنے والا مسیح میں ہوں۔ تو اس صورت میں جو شخص پہلے مسیح کو افضل سمجھتا ہے۔ اس کو نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ سے ثابت کرنا چاہیئے۔ کہ آنے والا مسیح کچھ چیز ہی نہیں نہ نبی کہلا سکتا ہے نہ حکم۔ جو کچھ ہے پہلا ہے" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۵)

اس تحریر سے اظہر من الشمس و ابین من الامس ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر پہلے مسیحؑ کی فضیلت صرف اسی صورت میں ثابت ہو سکتی ہے۔ جب قرآن و حدیث سے یہ ثابت کیا جائے۔ کہ مسیح موعود نہ نبی ہے نہ حکم؛

پس مسیح موعود علیہ السلام کی وجہ فضیلت نبی اور حکم ہونا ہے۔ اور جو لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام مسیح ناصری علیہ السلام سے افضل تو ہیں۔ لیکن اس کی فضیلت کے ساتھ نبوت کا کوئی تعلق نہیں۔ وہ دھوکا دیتے ہیں۔ وہ ذرا اس حوالہ کو پڑھیں اور بتائیں کہ مسیح موعود علیہ السلام نے اس جگہ اپنی نبوت کو وجہ فضیلت قرار دیا ہے یا نہیں۔ حق یہ ہے۔ کوئی شخص کسی پہلے نبی کے برابر نہیں ہو سکتا یا اس سے تمام شان میں نہیں بڑھ سکتا جب تک وہ خود نبی نہ ہو۔ جو لوگ ایسی شان والے انسان کو غیر نبی سمجھتے ہیں۔ انہوں نے خدا کی نعمت کی قدر نہیں کی۔ اور رسول اللہ صلعم کی شان کو بھی نہیں سمجھا۔ خدا تعالےٰ ان کی آنکھیں کھولے اور انہیں بصیرت عطا فرماوے۔ اللہم آمین؛

(قاضی حکیم محمد نذیر مولوی فاضل و منشی فاضل۔ لائل پور)

پیغام صلح کی ایک غلط بیانی کی تردید

جناب ملک صاحب خان صاحب کی طرف سے

میں نے "الفضل" میں غیر مبایعین کے ایک غلط اتہام کو پڑھا۔ وہ تو میری نسبت یہ کہتے ہیں۔ کہ در اصل میں انکے ساتھ ہوں۔ چنانچہ چند دن ہوئے۔ ان کے ایک بڑے رکن نے اس کا اظہار کیا۔ جسکی میں نے سخت تردید کی تھی۔ غالباً یہ اسکا جواب ہوگا۔ میں نے یہ رقم بذریعہ سیٹھ عبد الحمید صاحب مالک جاپانی پریس لاہور بھیجی تھی۔ جنکے پاس میری بہت سی رقم بطور امانت جمع ہے۔ میرا روپیہ جو گھوڑ دوڑ والوں نے برائے خرچ دیا تھا۔ بنک لاہور امپیریل میں جمع تھا۔ سال ۱۹۲۳ء میں وہاں سے نکال کر سیٹھ صاحب مذکور کے پاس بطور امانت جمع رکھا۔ اور اس رقم سے یہ رقم برائے چار دیواری دی ہے۔ غیر مبایعین لاہور میں رہتے ہیں اور سیٹھ صاحب بھی لاہور میں۔ اور امپیریل بنک بھی لاہور میں ہے کہیں دور جانا نہیں پڑتا۔ تصدیق کریں۔ افسوس کہ اس قسم کی بے سروپا باتوں سے وہ کیا چاہتے ہیں۔ میرے غیر احمدی ایسے اور اسقدر دوست ہیں۔ کہ جس قدر رقم چاہوں جمع کرکے بھیج دوں۔ مگر میں اس کو خلاف اصول تصور کرتا ہوں۔ ہاں اگر کوئی اپنی مرضی سے دیدے۔ تو انکار نہیں کرتا۔ یہ لوگ میرے کس کس چندہ کو غیر احمدیوں کی طرف منسوب کرینگے افسوس ہے۔ کیا اسقدر ثواب کا کام میں غیر احمدیوں کی رقم سے کرا کر ڈوب نہ مروں۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے کافی دیا ہے۔ اور دل بھی قناعت والا۔ یہ پہلے کوشش کرتے رہے۔ کہ میں انکے ساتھ ملوں۔ مگر میں نے ان کو جواب تک نہ دیا۔ اس پر بھی وہ کہتے رہے۔ میں انکے ہمخیال ہوں۔ اور اب یہ کہدیا۔ کہ چار دیواری کی رقم اس چندہ کا مجموعہ ہے۔ جو غیر احمدیوں نے دیا۔ افسوس ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرماوے؛

(بندہ صاحب خان نون)

ایک بچہ کا خواب

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں ایک دس سالہ بچہ کا خواب لکھ کر بھیجا گیا ہے جس کے متعلق حضور نے فرمایا یہ خواب بہت اعلیٰ درجہ کا ہے۔ چھوٹے بچوں کو اس قسم کا خواب بہت کم آتا ہے۔ خواب حسب ذیل ہے:۔

بخدمت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ

السلام علیکم۔ گذارش ہے کہ ایک دس سال کے لڑکے نے جس کا نام عبدالغنی ہے۔ مندرجہ ذیل خواب بروز منگلوار بتاریخ ۲۵ر اکتوبر دیکھا۔ آپ اس کی تعبیر لکھ کر ارسال فرمائیں۔

اس نے صبح کے وقت اٹھتے ہی یہ خواب بیان کیا۔ کہ پہلے ایک فرشتہ میری روح نکال کر بڑے عجیب شیشے کے مکان میں لے گیا۔ اور مجھے معلوم ہوا۔ کہ خدا مجھ سے پوچھتا ہے۔ تو نے امام مہدی کی بیعت کی ہے یا نہیں۔ میں نے جواب دیا میں نے بیعت کی ہوئی ہے۔ پھر مجھ سے سوال کیا گیا۔ تو نے کوئی گناہ کیا ہے۔ میں جواب دیا۔ اگر میں نے کوئی گناہ کیا ہوگا۔ تو آپ کو معلوم ہی ہوگا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے اس فرشتے کو کہا۔ اس کی روح واپس کر آؤ۔ پھر وہ فرشتہ روح واپس لے آیا۔ یہ دیکھ کر ہمارا سارا کنبہ ڈر کے مارے کانپنے لگا۔ لیکن اس فرشتے نے کہا۔ کہ مجھ سے مت ڈرو۔ پھر وہ ہمارے گھر چارپائی پر بیٹھ گیا۔ اور پوچھا۔ یہاں اور بھی کوئی احمدی ہے۔ میں نے جواب دیا۔ نہیں۔ پھر اس نے کہا۔ سارے گاؤں کے لوگوں کو بلاؤ۔ جب لوگ آ گئے۔ تو اس فرشتے نے تقریر شروع کی۔ کہ لوگو حضرت مرزا صاحب سچے مسیح موعود اور مہدی مسعود ہیں۔ تم سب ان کی بیعت کرو۔ ان کے ماننے والے جنتی ہونگے

پھر اس کو میں نے ایک شیشے کے گلاس میں دودھ میں کھانڈ ملا کر دیا۔ اور اس نے غٹا غٹ پی لیا۔ وہ اردو میں بولتا تھا۔ مگر لوگوں کو اس کی کچھ سمجھ نہ آتی تھی۔ پھر اس نے مجھ سے پوچھا۔ تو پڑھتا ہے۔ میں نے کہا۔ جی ہاں۔ پھر پوچھا کونسی جماعت میں پڑھتا ہے۔ میں نے جواب دیا۔ تیسری جماعت میں۔ پھر سوال کیا۔ کتنے درجے پر ہو۔ میں نے کہا آٹھویں درجے پر ہوں۔ اس نے کہا۔ انشاء اللہ میں تجھ کو اوّل نمبر پر کروں گا۔ اس کے بعد ہمارے گاؤں کے نمبردار (سردار محمدؐ) اور پٹواری (محمد صدیق) نے بیٹھک کی کھڑکی سے منہ نکال کر اس فرشتے کو پوچھا۔ تیرا نام کیا ہے۔ اس نے کہا میرا نام جبرائیل ہے۔ پھر اس نے مجھ سے پوچھا تیرے ماموں بھی احمدی ہیں۔ میں نے جواب دیا نہیں۔ کہنے لگا ان کو بلاؤ۔ میں نے ہنس کر جواب دیا۔ وہ تو سو کوس کے فاصلے پر ہیں۔ اس نے کہا۔ ان کو اس جگہ جا کر تبلیغ کیا کرو۔

پھر میں نے اس سے سوال کیا۔ کہ جب ہم رات کے وقت آسمان پر نظر ڈالیں۔ تو ہمیں ستارے گرتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ یہ کیا چیز ہے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ اللہ تعالےٰ ان لوگوں پر جو جھوٹ بولتے اور گناہ کرتے ہیں۔ آگ ڈالتا ہے۔ اس کے بعد میں نے اس کو نہیں دیکھا آیا غائب ہو گیا یا کہیں چلا گیا۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ اس وقت سورج نکلنے کو تھا۔"

یہ خواب اس لڑکے نے کئی لوگوں کو سنایا۔ جس سے ہم بڑے حیران ہوئے۔ کیونکہ وہ دس سال کا بچہ ہے۔ اور اسے ایسی باتوں کا پتہ نہیں۔

(راقم علم الدین از ڈھیر چک ضلع شیخوپورہ)

بچوں کا قومی ہفتہ

(از محکمہ اطلاعات۔ پنجاب)

موسم سرما کے ساتھ جو مختلف تقریبیں وابستہ ہیں۔ انہیں سے ہفتہ اطفال کی تحریک ہر سال نئی اہمیت حاصل کر رہی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ "بچوں کا قومی ہفتہ" منانے کیلئے موسم گرما کی بجائے موسم سرما نہایت موزون ہے۔ گذشتہ گرمیوں میں تحریک مذکور کا صدر دفتر خاص طور پر مصروف کار رہا ہے اس نے اپنے سامان وغیرہ کو از سر نو ترتیب دے کر اس میں کئی طرح کا اضافہ بھی کیا ہے۔ اور دلچسپی کی نئی صورتیں مہیا کی ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اس سال "بچوں کا قومی ہفتہ" ہندوستان کے اکثر مقامات کے لوگ جہاں ہفتہ اطفال منایا جاتا ہے۔ خاص دلچسپی کے ساتھ اسے ایک باقاعدہ سالانہ تقریب سمجھ کر اس میں حصہ لیتے ہیں۔ اور اس کی آمد کے منتظر رہتے ہیں۔ ہفتہ اطفال سے اصل غرض یہ ہے۔ کہ ہندوستانی خواتین کو بچوں کی تربیت اور پرورش کے متعلق دلچسپ اور سبق آموز واقفیت مہیا کی جائے۔ ان کی ذاتی دلچسپی اور شرکت عمل ہر سال ہفتہ اطفال کی کامیابی اور بچوں کی بہبودی کے لئے نہایت مفید ثابت ہو رہی ہے۔ اس ہفتہ میں تفریح کی شکل میں ایسی تعلیم کے سامان بھی بہم پہنچائے جاتے ہیں۔ جن میں ہر شخص کیلئے دلچسپی کا سامان بھی موجود ہو۔ اور وہ حفظان صحت اور بچوں کی پرورش کے متعلق کارآمد نتائج بھی اخذ کر سکے۔ اس اعلےٰ مقصد کی کامیابی اس امر سے عیاں ہے۔ کہ ہندوستان میں جہاں کہیں ہفتہ اطفال منایا جاتا ہے۔ وہاں بہبودی اطفال کی مجالس قائم کی گئی ہیں۔ دائیوں کی تربیت کے لئے مستقل انتظام کیا گیا ہے۔ اور نگرانی صحت کیلئے معائنہ کنندگان مقرر کئے گئے ہیں

۲۶-۱۹۲۵ء کے موسم سرما میں بچوں کے تیسرے سالانہ قومی ہفتہ کا آغاز ہوگا۔ ہر ایکسیلینسی جناب لیڈی ریڈنگ صاحبہ کی جو اس نیک تحریک کی محرکہ ہیں۔ دلی خواہش ہے۔ کہ اس سال یہ تقریب گذشتہ سالوں سے بہتر اور وسیع پیمانہ پر منائی جائے۔ چونکہ جناب ممدوحہ موسم سرما کے اختتام پر ہندوستان سے تشریف لے جائیں گی۔ اس لئے انہیں یہ معلوم کر کے نہایت خوشی ہوگی۔ کہ جس تحریک کو ممدوحہ نے شروع کیا تھا۔ وہ ہندوستان بھر میں نہایت کامیابی سے جاری ہے۔ ہفتہ اطفال کی کمیٹی کا صدر دفتر دہلی میں ہے۔ جہاں سے اس سالانہ تقریب کے متعلق کتابیں اور سامان دستیاب ہو سکتا ہے۔ کمیٹی مذکور کا عملہ مختلف مقامات کی لوکل کمیٹیوں کو ہر طریقہ سے امداد اور مشورہ دینے کے لئے ہر وقت بخوشی تیار ہے۔ جملہ قسم کی واقفیت کے لئے ذیل کے پتہ پر خط و کتابت کریں۔

سیکرٹری صاحب کمیٹی قومی ہفتہ اطفال (نیشنل بیبی ویک کمیٹی) روم نمبر ۲۷۔ امپیریل سکرٹری ایٹ دہلی

درِ اٹلی پہ "غازی" نے جھکا دی اپنی پیشانی

ہر اک چھوٹے بڑے کا دل دکھانا گالیاں دینا
یہی سمجھے ہیں مولانا ظفر شائد مسلمانی

مسلمانوں میں جو فتنہ اٹھا جو زلزلہ آیا
یہی حضرت سلامت خیر سے ان سب کے ہیں بانی

بہت اچھلے بہت کودے مقابل میں یہ اٹلی کے
مگر افسوس کابل نے نہ ان کی ایک بھی مانی

ہوا خود بھی ذلیل و خوار ان کو بھی کیا رسوا
در اٹلی پہ "غازی" نے جھکا دی اپنی پیشانی

سمجھ رکھیں خدا کا گھر نہیں دفتر خلافت کا
"یہاں سر وہ اٹھائے جسکو آخر منہ کی ہو کھانی"

ڈبو کر ہند کی ناؤ بڑھے ہیں آپ یثرب پر
مٹی سمجھو اگر واں کچھ بھی باقی ہے مسلمانی

جسے ہو کام اپنے تر نوالوں سے فقط شاکر
تو اس انسان سے کیونکر نہ ہوں افعال نادانی

(خاکسار رحمت اللہ خان شاکر۔ از راولپنڈی)

اشتہارات

اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس شیخ محمد حسین صاحب بی۔ اے۔ جج بہادر

عدالت خفیفہ لاہور

دی وکٹوریہ کیمیکل اینڈ مینوفیکچرنگ ورکس گوال منڈی لاہور۔ بذریعہ دامودر داس مدعی۔ نمبر مقدمہ ۵۵۴۶ بابت سنہ ۱۹۲۵ء

بنام

بنام فرم سکھرام داس گوبند رام پنساری صدر بازار گورداسپور بذریعہ گوبند رام مینیجر فرم ہذا۔

تعداد دعوے مبلغ - ۷۳/۲/۱

مقدمہ مندرجہ صدر میں فرم سکھرامداس گوبند رام مدعا علیہم عمداً تعمیل سمن سے گریز کرتے ہیں۔ لہذا اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہم مذکور بتاریخ ۱۱ [illegible] ۱۹۲۶ء کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ نہ کرینگے تو ان کے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاوے گی۔

یہ ثبت میرے دستخط اور مہر سب عدالت سے آج بتاریخ ۲۵/۱۱ جاری ہوا۔

دستخط حاکم　　مہر عدالت

مفرح جہانگیری

جاننے والے جانتے ہیں۔ اور آنکھوں والے دیکھتے ہیں۔ کہ اکثر آدم کے فرزندان کی جوانی کا زمانہ رنج والم حسرت ویاس کی سرد آہوں سے معمور ہے۔ مزاج میں چڑچڑا پن۔ احباب کی صحبت سے نفرت۔ دماغ کا ضعف۔ جگر کی خرابی۔ ہاضمہ کا بگاڑ نفخ اور ریح کی شکایت۔ بدن کی لاغری۔ چہرے کی بے رونقی دل کی دھڑکن۔ وہم۔ نسیان۔ دائمی قبض۔ کثرت پیشاب۔ کمر اور جوڑوں کا درد۔ سلسلہ تولید بند۔ یہ ہے وہ روشن آئینہ جس میں ہمارے ملک کے اکثر نوجوانوں کا عکس نظر آتا ہے۔

مفرح جہانگیری ایک نہایت ہی خوشگوار تریاق ہے۔ اس کا اثر عارضی نہیں۔ بلکہ اس کے استعمال سے حواس خمسہ کی درستی۔ خیالات کی بلندی۔ عالی حوصلگی۔ خون صالح اور مادہ تولید میں ایک خاص اثر ہوتا ہے

مفرح جہانگیری طالب علموں۔ ہیڈ ماسٹروں۔ بیرسٹروں۔ وکیلوں۔ تجارت پیشہ اور دیگر عام دوکانداروں کو تکان۔ کوفتگی۔ تند خوئی۔ تیز مزاجی بے صبری سے بفضل خدا محفوظ رکھنے میں بے نظیر ہے۔ قیمت ڈبیہ کلاں پانچ روپیہ قیمت ڈبیہ خورد ڈیڑھ روپیہ۔ پرچہ ترکیب ہمراہ ہوگا۔ پرچہ ترکیب طلب فرمائیں

المشتہر:۔ ایم۔ ای۔ خلیل مینیجر۔ احمدیہ دواخانہ سیالکوٹ

زرعی زمین چھ کنال ۷ مرلہ

ایک قطعہ اراضی جو اس وقت زرعی ہے تعدادی ۶ کنال ۷ مرلہ جو واقعہ بھینی بانگر ملحق قصبہ قادیان بحساب تین روپیہ فی مرلہ چار سو گیارہ روپے پر قابل فروخت ہے۔ جن اصحاب کو خرید منظور ہو۔ ذیل کے پتہ پر خرید فرماویں۔ مولوی سکندر علی احمدی مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول

دو منزلہ مکان فروخت ہوتا ہے

محلہ دارالرحمت میں ایک دو منزلہ مکان جس کا رقبہ ایک کنال ہے فروخت ہوتا ہے۔ جو صاحب چاہیں۔ دیکھکر خرید لیں

مستری احمد دین معرفت شاہ دین احمدی درزی قادیان ضلع گورداسپور

سب اوورسیر کی ضرورت

ایک تجربہ کار سب اوورسیر کی جو ڈرینج سکیم (شہر سے پانی کے نکالنے کی نالی) بنوانے کے کام سے بخوبی واقف ہو۔ عیسیٰ خیل کی کمیٹی کے لئے ایک سال کی آزمائش پر ضرورت ہے۔ تنخواہ حسب لیاقت دی جاوے گی۔ درخواستیں معہ نقول سندات صاحب پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی عیسیٰ خیل کی خدمت میں پیشتر ۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۲۵ء آنی چاہیئیں۔

اپنی درخواستوں میں کم از کم تنخواہ جو انہیں منظور ہو تحریر کریں۔

نور البصر

آنکھوں کی تمام تکلیفوں کے لئے (جو لاعلاج اور محتاج اپریشن نہ ہوں) سریع الاثر ثابت ہو چکا ہے۔ ہر عمر میں مفید ہے۔ ہر تندرست آنکھ میں اس کا استعمال آنیوالی تکالیف کا محافظ ہے۔ ہر گھر میں اس سرمہ کی ایک شیشی کا مستقل طور سے موجود رہنا روزانہ ضروریات میں سے ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ چار آنہ محصولڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ

مینیجر کارخانہ نور البصر۔ احمد لاج۔ گجرات پنجاب

نوٹ:۔ اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔

خاص الخاص رعایت

احمدیت یعنی حقیقی اسلام

یہ وہ پر معارف اور معرکۃ الآرا تصنیف ہے۔ جو حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خاص کانفرنس مذاہب لنڈن کے لئے رقم فرمائی۔ یہ مضمون کیا ہے۔ گویا دریا کو کوزہ میں بند کردیا ہے۔ اس میں صداقت اسلام پر ایسے نادر اور اچھوتے دلائل تحریر فرمائے ہیں۔ کہ جو صرف مطالعہ ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس میں ان تمام اسلامی اصول پر روشنی ڈالی گئی ہے جن پر اہل یورپ اور نئی روشنی کے دلدادہ اکثر نکتہ چینی کیا کرتے ہیں۔ مثلاً وحی والہام۔ جہاد۔ تعدد ازدواج غلامی۔ پردہ۔ حقوق نسوان۔ روح وحیات بعد الممات وغیرہ اور بدلائل ثابت کیا ہے کہ اسلام کا کوئی حکم یا عقیدہ ایسا نہیں جو فلسفہ اور سائنس کے خلاف ہو۔

اس دُرِّ بے بہا کی اصل قیمت تو دو روپے ہے مگر عام اشاعت کی خاطر اب ڈیڑھ روپیہ کردی گئی ہے۔ تاکہ احباب اسے زیادہ تعداد میں خریدیں۔ اور اس کی غیروں میں بھی اشاعت کرسکیں۔ امید ہے۔ کہ دوست اس نادر موقع سے ضرور فائدہ اٹھائینگے۔

دعوۃ الامیر اردو

یہ بھی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بروح القدس کی تازہ ترین تصنیف ہے۔ جس میں صداقت احمدیت کو بہترین دلائل۔ موثر اور دلآویز پیرایہ میں تحریر فرمایا ہے۔ چونکہ حضور کا طرز استدلال ہماری کسی تعریف کا محتاج نہیں۔ اس لئے احباب کو چاہیئے۔ کہ اسے خود خریدیں اور پڑھیں۔ بلکہ اپنے حلقہ اثر میں بھی اس کی خاطر خواہ اشاعت کریں۔ یہ کتاب نہ صرف مبلغین کے لئے مفید ہے۔ بلکہ ہر ایک معمولی لکھا پڑھا بھی اس سے حسب دلخواہ فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اس میں دلائل وبراہین کافی سے زیادہ مقدار میں موجود ہیں۔ اور ہر ایک احمدی کے پاس اس کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ چونکہ ہماری خواہش ہے۔ کہ اسے ہر ایک احمدی خریدے اس لئے اس کی اصل قیمت جو دو روپیہ تھی گھٹا کر اب ڈیڑھ روپیہ کردی ہے۔ امید ہے کہ دوست اس موقعہ سے ضرور مستفید ہونگے۔ نوٹ:۔ سلسلہ احمدیہ کے متعلق دیگر تمام کتب بھی اپنے قومی بک ڈپو سے طلب فرمایا کریں۔

ملنے کا پتہ

بک ڈپو تالیف واشاعت قادیان

ممالک غیر کی خبریں

پیرس ۳۰ نومبر۔ ایک برقی پیغام مظہر ہے کہ ۲۸ نومبر کو نیفس میں سخت طوفان باد رونما ہوا۔ اور پانچ ہوائی جہاز تباہ ہو گئے۔ ہوائی جہازوں کا مقامی مرکز بھی برباد ہو گیا۔ علاوہ ازیں چھولیدار مکانات۔ بڑی بم برسانے والی مشینیں کثیر تعداد میں تباہ ہو گئیں۔ دس بم باز مشینوں کو سخت نقصان پہنچا۔ غیر فرانسیسیوں کی فوجی چھاؤنی میں تین بخش پوش مکان اڑ گئے۔ ۳ آدمی مرے اور دس زخمی ہوئے۔ نقصانات کا تخمینہ کئی لاکھ کیا گیا ہے۔ غیر معمولی باد و باراں نے مراکش میں فرانسیسی افواج کو مصیبت میں مبتلا کر دیا ہے۔ پھر اس پر طرہ یہ ہے کہ سردی کی کوئی حد نہیں ؛

قسطنطنیہ ۲۹ نومبر۔ ارض روم کے مظاہروں کے بعد ایک سو سے زیادہ آدمی گرفتار کئے گئے۔ بعض آدمیوں کو سزائے موت اور دو آدمیوں کو دس دس سال سزائے قید دی جا چکی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ اسی قسم کی بدامنی ارضیون میں بھی رونما ہونے والی ہے۔ مندوبین کی کونسل اپنا ایک خاص جلسہ منعقد کرنے والی ہے۔ تاکہ تمام ملک کی صورت حالات کے متعلق بحث و تمحیص کی جائے ؛

روما ۳۰ نومبر۔ چیمبر نے بغیر کسی بحث و مباحثہ کے ایک بل پاس کیا ہے۔ جس کی رُو سے آئندہ وزیر خود مختار ہو گا۔ جس پر پارلیمنٹ کو کسی قسم کی دسترس نہ ہوگی ؛

دائیمنز ۲۹ نومبر۔ بعض اطلاعات جو قسطنطنیہ سے موصول شدہ بتائی جاتی ہیں۔ لیکن جن کی سرکاری طور پر ابھی تک تصدیق نہیں ہوئی مقامی اخبارات میں شائع ہو رہی ہیں۔ ان خبروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حکومت ترکیہ نے مجلس اقوام کا فیصلہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اور ترکی افواج کو موصل پر قبضہ کرنے کا حکم دیا ہے ؛

یوروشلم ۲۹ نومبر۔ شام کے دو سابق گورنر اور کئی دیگر معززین فرانس کے ساتھ گفتگوئے مصالحت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مگر مجاہدین نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ یہ لوگ عوام کے نمائندے نہیں ہیں۔ اگر یہ لوگ کوئی فیصلہ کرینگے تو ہم اس کو تسلیم نہیں کرینگے۔ ہم صرف اسی حالت میں صلح کرینگے کہ فرانسیسی حکام اور ہمارے درمیان براہ راست تصفیہ ہو ؛

اکسفورڈ ۲۲ نومبر۔ سرکاری لاسلکی پیغام مظہر ہے کہ ملکہ آنجہانی کے جنازے کے وقت جو لنڈن میں طوفان برف باری بپا ہوا لنڈن شہر کے لئے اپنی آپ مثال تھا ؛ اس ماہ کی آخر میں یہ رات نہایت سرد تھی۔ غالباً ۱۸۹۰ء کے بعد سے آج تک کوئی رات ایسی سرد نہ ہوئی۔ اس سے ریل کی آمد و رفت میں تاخیر ہوئی۔ بلکہ دو پیر کو کرائڈن پیرس جانے والی ہوائی جہاز کو بھی اپنی پرواز ملتوی کرنی پڑی۔ ایمسٹرڈم اور کولین کے جہاز تو ۸ اور ۹ بجے روانہ ہو چکے تھے۔ مگر پیرس کے جہاز کی پرواز کے وقت کافی برف گر چکی تھی۔ مشرقی ساحل سے شدید نقصانات کی اطلاعات موصول ہو رہی ہیں ؛

برلن ۲۰ نومبر۔ صدر جمہوریہ جرمن ہنڈنبرگ ڈاکٹر لوتھر چانسلر اور ہر سٹریسمین وزیر خارجہ نے معاہدہ لوکارنو پر دستخط ثبت کر دیئے ہیں ؛

لنڈن ۲۷ نومبر۔ ملکہ آنجہانی کے جنازہ کے وقت عجیب حادثہ ظہور میں آیا۔ شاہی قبرستان کا چوکیدار جس نے ملکہ آنجہانی کے جنازہ میں حصہ لیا۔ یکایک فوت ہو گیا ؛

ممباسہ ۲۸ نومبر۔ ملکہ آنجہانی کی نماز جنازہ گورنر نے ادا کی۔ ہندوستانی باشندوں کو بھی شرکت کے لئے دعوت دی گئی تھی۔ مگر ان لوگوں کو دھکے دے کر نکال دیا گیا ؛

لنکاشائر یکم دسمبر۔ ممبران پارلیمنٹ نے اعلان کیا ہے۔ کہ حکومت ہند کا محصول روئی کے التوا کا فیصلہ لنکاشائر کی روئی کی صنعت پر ایک خطرناک حملہ ہوگا۔ جو اس وقت تک معقول منافع پر چل رہی ہے۔ ایک ممبر نے بیان کیا۔ کہ اس التوا کا یہ مطلب ہے۔ کہ ہندوستان کی روز افزوں صنعت کی حفاظت کی جائے۔ اور لنکاشائر کو نقصان پہنچایا جائے ؛

ہندوستان کی خبریں

علی گڑھ یکم دسمبر۔ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا آئندہ سالانہ اجلاس ہفتہ کرسمس کے دوران میں علی گڑھ میں منعقد ہو گا۔ نواب سر محمد عبدالقیوم خاں صاحب پشاوری اس کے صدر ہوں گے ؛

حکومت ہند کی طرف سے ایک خاص آرڈی نینس رحکم شائع ہوا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ چونکہ بعض ایسی وجہ آ پڑی ہیں۔ اس لئے روئی کا محصول دا کسائیس ڈیوٹی۔ تین ماہ یعنی دسمبر ۱۹۲۵ء جنوری اور فروری ۱۹۲۶ء تک روئی کے کمی تیار شدہ مال پر نہ لیا جائے گا۔ یہ حکم یکم دسمبر ۱۹۲۵ء سے یکم مارچ ۱۹۲۶ء کے قبل تک نافذ سمجھا جائے گا۔ اور اس کے بعد محصول مذکور پھر حسب سابق آ جائے گا ؛

احمد آباد یکم دسمبر۔ مہاتما گاندھی نے سات دن کے بعد فاقہ شکنی کی۔ یہ اچھی طرح معلوم ہو گیا ہے۔ کہ فاقہ کی وجہ ستیا گرہ آشرم کے بعض طلباء کی بدچلنی تھی ؛

(منشی عبدالرحمٰن صاحب پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا)